E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - M.A. Urdu

Paper : 07 – Daastan, Drama, Novel Aur Afsana

Module Name/Title : Rani Ketki Ki Kahani Mein Qaumi Yakjehti

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE, MANUU / Prof. Syed Mujawar Hussain Rizvi
PRESENTATION	Prof. Syed Mujawar Hussain Rizvi
PRODUCER	Md. Mujahid Ali

IMC MANUU
Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی 5 : انشا اللہ خاں اور رانی کیتکی کی کہانی

ساخت

5.1 تمہید
5.2 حیات
5.3 ادبی خدمات
5.4 رانی کیتکی کی کہانی کا تنقیدی جائزہ
5.4.1 وجہ تصنیف
5.4.2 پلاٹ
5.4.3 مافوق الفطرت عناصر
5.4.4 لسانی خوبی
5.4.5 جذبات نگاری
5.4.6 مکالمہ نگاری
5.4.7 کردار نگاری
5.5 نمونہ اقتباسات برائے تشریح
5.6 خلاصہ
5.7 نمونہ امتحانی سوالات
5.8 فرہنگ
5.9 سفارش کردہ کتابیں

5.1 تمہید

داستان کی ابتدائی صورت وہ حکایات ہیں جو پند و نصائح کے لیے کہی جاتی تھیں اور جن کے آخر میں کوئی ایسی نصیحت ہوا کرتی تھی جو رہ گزر حیات میں مشعل راہ کا کام کرتی تھی۔ جاگیردارانہ نظام میں ان حکایات نے داستانوں کا روپ لے لیا۔ ان داستانوں کا مقصد جاگیرداروں، نوابوں اور تعلقہ داروں کے لیے ذہنی تفریح کا سامان مہیا کرنا تھا۔ لہٰذا داستان نگار بقول گیان چند جین ''مافوق الفطرت کی تحیر خیزی، حسن و عشق کی رنگینی، مہمات کی پیچیدگی اور لطف بیان'' سے ایک ایسی تفریح مہیا کرتا تھا جو مبہوت کر دیا کرتی تھی۔ انشا کا مقصد ان دونوں سے قطعی مختلف تھا۔ رانی کیتکی کی کہانی کی وجہ تخلیق ایک مخصوص زبان اور طرز بیان کا جادو جگانا تھا۔

اس اکائی میں سید انشا اللہ خاں انشا کے حالات زندگی مختصراً بیان کیے گئے ہیں۔ انشا کی ادبی خدمات کا احاطہ کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ داستان ''رانی کیتکی کی کہانی'' کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اپنی معلومات کی جانچ کرنے کے لیے چند سوالات بھی دیے گئے ہیں۔ رانی کیتکی کی کہانی سے چند اقتباسات بطور نمونہ اس لیے دیے جا رہے ہیں تاکہ آپ اس داستان کی زبان اور اسلوب سے واقف ہو جائیں اور متن کی

تشریح کرسکیں۔ ساتھ ہی امتحانی سوالات کے نمونے بھی دیے جا رہے ہیں۔ فرہنگ میں مشکل الفاظ کے معنی دیے گئے ہیں۔ موضوع سے متعلق کتابوں کی فہرست بھی دی گئی ہے تاکہ ان کا مطالعہ آپ کی معلومات میں اضافہ کرسکے۔

5.2 حیات

نام سید انشا اللہ خاں، تخلص انشا۔ والد کا نام حکیم سید ماشاء اللہ خاں تھا۔ ان کے بزرگوں کا وطن نجف اشرف تھا۔ انشا کے دادا سید نور اللہ ماہر طبیب تھے۔ شاہ فرخ سیر کے عہد میں ہندوستان آئے۔ بادشاہ نے ان کی شہرت سن کر دہلی بلوایا۔ انھی کے علاج سے بادشاہ کو صحت ہوئی۔ اسی وجہ سے ''خان بہادر'' کے خطاب سے نوازے گئے۔ انشا کے والد سید ماشاء اللہ خاں المتخلص بہ مصدر بھی اپنے والد کی طرح مشہور و معروف طبیب تھے۔ دہلی اور لکھنؤ میں ان کی کافی شہرت تھی۔ سادہ لوح، زندہ دل، متقی اور پرہیز گار واقع ہوئے تھے۔ اردو اور فارسی میں شعر کہا کرتے تھے۔ دلی کی تباہی کے بعد مرشد آباد چلے گئے۔

سید انشا اللہ خاں انشا کی ولادت مرشد آباد میں 1756ء میں ہوئی۔ سب سے پہلے قرآن شریف کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد عربی و فارسی زبان پر عبور حاصل کرلیا۔ کچھ عرصے بعد اپنے والد کے ساتھ فیض آباد روانہ ہوئے۔ جہاں کی ادبی فضا میں ان کی پرورش ہوئی۔ طب و منطق اور شعر گوئی کا ذوق ورثے میں ملا تھا۔ اس کے بعد سپہ گری اور زبان دانی میں بھی مہارت حاصل کرلی۔ اپنی خداداد صلاحیت اور قابلیت کی وجہ سے نواب شجاع الدولہ تک رسائی حاصل ہوگئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ سولہ سال کی عمر میں ان کا دیوان مکمل ہو چکا تھا۔ شعر گوئی میں اپنے والد سے اصلاح لیا کرتے تھے۔

فیض آباد سے مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی آفتاب کے زمانے میں دہلی آئے اور دربار سے وابستہ ہوگئے۔ اپنی حاضر جوابی، خوش طبعی اور بزلہ سنجی کی وجہ سے بادشاہ اور اہل دربار کو زعفران زار بنا رکھا تھا۔ ان کی ظرافت اور لطیفہ تراشی کے بادشاہ اس قدر قدردان تھے کہ ہمیشہ ان کو اپنے دربار ہی میں رکھنا پسند کرتے تھے۔ گو دہلی کا قیام دو سال کا ہی رہا لیکن بذلہ سنجی اور فن شعر گوئی کے موقع کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ یہاں ان کی ملاقات مظہر جان جاناں اور سعادت یار خاں رنگین سے ہوئی۔ رنگین سے گہرا دوستانہ تعلق اور خلوص تھا۔ مرزا عظیم بیگ سے ادبی معرکہ ہوا کرتا تھا۔ دہلی کے اجڑنے کے بعد آصف الدولہ کے عہد میں لکھنؤ روانہ ہوئے۔ جہاں شہزادہ سلیمان شکوہ شعرا و ادبا کی قدر کیا کرتے تھے۔ انشا شہزادے کے اتالیق مقرر ہوئے۔ اور بعد میں مصحفی کو بھی اپنے ساتھ ملازم رکھوالیا۔ کچھ عرصہ بعد انشا اور مصحفی کی دوستی ادبی معرکے میں بدل گئی۔ کیونکہ دونوں کی عمر، مزاج اور نظریات میں کافی فرق تھا۔ مصحفی سنجیدہ مزاج اور انشا کے مزاج میں ظرافت موجود تھی۔ اس طرح ان کے ادبی معرکے ادب کا ایک روشن حصہ بن گئے۔

کہا جاتا ہے کہ کسی معرکے کی وجہ سے لکھنؤ چھوڑنا پڑا۔ غرض ان کی زندگی کا سب سے سنہرا دور نواب سعادت علی خاں کی مصاحبی کا ہے۔ ان کی تصانیف ''سلکِ گوہر'' اور ''رانی کیتکی کی کہانی'' اسی عہد میں لکھی گئیں۔ ان کی حاضر جوابی، بذلہ سنجی، ظرافت اور لطائف کے نواب سعادت علی خاں دل سے قائل تھے۔

قیاس کیا جاتا ہے کہ انشا نے دو شادیاں کی تھیں۔ بڑی بیوی کا نام عاشوری بیگم اور دوسری کا نام اچھی بیگم تھا۔ دونوں سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔

انشا کے آخری ایام زندگی بڑی مصیبت میں گذرے۔ فکر معاش اور لڑکوں کے انتقال کے صدمے نے انھیں کافی کمزور بنا دیا تھا۔ جسمانی اور ذہنی اعتبار سے مفلوج ہوگئے تھے اور دوستوں نے بھی مخالفت شروع کردی تھی۔ صرف سعادت یار خاں نے ہمیشہ ساتھ دیا۔ انشا اللہ خاں انشا کا انتقال 1818ء میں ہوا۔

انشا کی فطرت میں ظرافت، بزلہ سنجی، زندہ دلی اور شوخ مزاجی بدرجۂ اتم موجود تھی۔ زندگی کے ہر موڑ پر اسی سے کام لیا کرتے تھے۔ بااخلاق اور بامروت انسان تھے۔ بزرگوں کا ادب و احترام کرتے۔ خوددار اتنے کہ دوست و دشمن کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ لاابالی پن اور ضدی پن کو ان کی فطرت کی کمزوری کہا جاسکتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. انشا کے والد کا کیا نام تھا؟
2. انشا کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
3. انشا کے ادبی معرکے کس شاعر کے ساتھ ہوئے؟
4. انشا کی وفات کب ہوئی۔

5.3 انشا کی ادبی خدمات

انشاء اللہ خاں انشا کی ادبی زندگی کا آغاز شاعری سے ہوا۔ غزل گو شاعر کی حیثیت سے منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری نے فیض آباد کی ادبی فضا میں پرورش پائی۔ دلی میں پروان چڑھی اور لکھنؤ میں شعر و شاعری کی نئی روش قائم کی۔ گویا دبستان لکھنؤ کی بنیاد رکھنے والے شعرا میں جرأت انشا، مصحفی اور رنگین وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ انشا کے کلیات میں دیوان غزلیات اردو و فارسی، دیوان ریختی، دیوان بے نقط، مثنویاں، قصائد اور رباعیات وغیرہ شامل ہیں۔

انشا نثر نگاری میں بھی اہم مقام رکھتے ہیں۔ ان کی نثری تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1- دریائے لطافت

انشا وہ پہلے ہندوستانی ادیب ہیں جنھوں نے فارسی زبان میں پہلی مرتبہ اردو زبان اور اردو صرف ونحو سے متعلق کتاب لکھی۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر عبدالستار دلوی لکھتے ہیں :

> ''دریائے لطافت میں زبان اس کے مختلف لہجے اور اس کی صرف ونحو سے متعلق ابتدائی حصہ انشا کے زور قلم کا نتیجہ ہے اور دوسرا حصہ جو معانی، عروض اور قوانی سے متعلق ہے، مرزا محمد حسن قتیل کا لکھا ہوا ہے۔
>
> (رانی کیتکی کی کہانی۔ مرتبہ عبدالستار دلوی، ص 26)

2- لطائف السعادت

انشا نے نواب سعادت علی خاں کے ان لطائف کو جو وقتاً فوقتاً ان کی صحبتوں میں پیش آئے تھے، جمع کر کے ''لطائف السعادت'' کے نام سے کتاب لکھی۔ اس کتاب سے دونوں کے تعلقات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

3- سلکِ گوہر

یہ بے نقطہ نثری داستان انشا کی زبان دانی اور جدت طبع کی روشن مثال ہے۔ گو کہ نقطے نہ ہونے کی قید عائد کر لینے کی وجہ سے طبیعت کی رنگینی اور قلم کی روانی کا زور کم نظر آتا ہے۔

4- ترکی روزنامچہ

یہ روزنامچہ ایک ماہ اور چھ دن کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس میں انشا نے روز کے واقعات لکھے ہیں۔ سہ شنبہ ۷ جمادی الاول کے روزنامچہ کی تحریر سے رانی کیتکی کے سنہ تالیف پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔

5- رانی کیتکی کی کہانی

یہ داستان بھی انشا کی زباندانی اور جدت طبع کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ ہندی اور اردو والے دونوں اسے اپنے ادب کا قدیم سرمایہ سمجھتے

ہیں۔انشا نے دعویٰ کیا تھا کہ ایسی کہانی لکھوں گا جس میں غیر ملکی الفاظ یعنی عربی و فارسی شامل نہ ہوں۔انھوں نے اسے پورا کر دکھایا۔لکھا ہے کہ:

''یہ وہ کہانی ہے جس میں ہندی چھُٹ کسی اور بولی کا میل ہے نہ پٹ۔''

اپنی معلومات کی جانچ

1. اردو زبان اور اردو صرف ونحو کے متعلق لکھی گئی انشا کی کتاب کا نام کیا ہے؟
2. لطائف السعادت کس کے لطائف کا مجموعہ ہے؟
3. انشا کی تصنیف کردہ بے نقط داستان کا نام لکھیے۔

5.4 رانی کیتکی کی کہانی کا تنقیدی جائزہ

5.4.1 وجہ تصنیف

سید انشا اللہ خان انشا کی تصنیف ''رانی کیتکی کی کہانی'' اُردو کی مختصر ترین طبع زاد نثری داستان ہے جو 1803ء میں لکھی گئی۔اس کے متعدد ایڈیشن اردو اور دیوناگری رسم الخط میں چھپ چکے ہیں۔یہ نہ صرف اردو بلکہ ہندی ادب میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔انشا نے اس کے لکھنے کی وجہ یوں بتائی کہ ایک دن خیال آیا کہ ایک ایسی کہانی لکھوں جس میں غیر ملکی الفاظ عربی و فارسی شامل نہ ہوں۔اپنے اس خیال کا اظہار دوستوں سے کیا۔ان میں سے کسی نے اس طرح کی تخلیق کو محال قرار دیا۔انشا کو یہ بات ناگوار گذری۔پھر انہوں نے دعویٰ کر کے اس کو پورا کر دکھایا۔اس تعلق سے لکھتے ہیں:

> ''ایک دن بیٹھے بیٹھے یہ بات اپنے دھیان میں چڑھی' کوئی کہانی ایسی کہیے۔جس میں ہندی چھُٹ اور کسی بولی کی پٹ نہ ملے۔تب جا کے میرا جی پھول کی کلی کے روپ سے کھلے۔باہر کی بولی اور گنواری کچھ اس کے بیچ میں نہ ہو۔
>
> اپنے ملنے والوں میں سے ایک کوئی بڑے پڑھے لکھے پُرانے دھرانے ڈاگ' بوڑھے گھاگ یہ کھڑاگ لائے۔سر ہلا کر منھ تھتھا کر' ناک بھوں چڑھا کر' آنکھیں پھرا کر لگے کہنے۔''یہ بات ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ہندوی پن بھی نہ نکلے اور بھاکھا پن بھی نہ ٹھوس جائے۔جیسے بھلے لوگ اچھوں سے اچھے آپس میں بولتے چالتے ہیں۔جوں کا توں وہی سب ڈول رہے اور چھانہہ کسی کی نہ دبے یہ نہیں ہونے کا!۔''
>
> میں نے ان کی ٹھنڈی سانس کی پھانس کا ٹھوکا کھا کر' جھنجھلا کر کہا۔''میں کچھ ایسا بڑھ بولا نہیں' جو رائی کو پربت کر دکھاؤں اور جھوٹ سچ بول کر انگلیاں نچاؤں' اور بے سری' بے ٹھکانے کی الجھی سلجھی تانیں لے جاؤں' جو مجھ سے نہ ہو سکتا' تو بھلا یہ بات منھ سے کیوں نکالتا؟ جس ڈھب سے ہوتا' اس بکھیڑے کو ٹالتا۔''

انشا نے اپنے دعوے کو پورا کرنے کے لیے بڑی ذہانت اور جدت سے کام لیا ہے۔انھوں نے قصے کا پلاٹ ہند وعلم الاصنام کی مدد سے بنایا۔قدیم ہندو معاشرت' رسم و رواج' مذہبی عقائد' اوہام اور تہذیب وتمدن کے عناصر شامل کیے۔ظاہر ہے کہ اس قسم کے قصے میں عربی و فارسی آمیز اردو کے بجائے ہندی آمیز زبان کی ضرورت پیش آئی۔جو انشا نے استعمال کی۔انشا نے اپنی زبان دانی سے کام لیتے ہوئے مواد اور زبان کو ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم بنا دیا۔اس طرح وہ اپنے دعوے کو پورا کرنے میں کامیاب رہے۔

5.4.2 پلاٹ

کسی دیس کا راجہ سورج بھان کا بیٹا کنور اودے بھان ایک دن شکار کے لیے جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ایک ہرنی پر نظر پڑی۔اس کا تعاقب کرتا

رہا یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ ایک باغ میں پہنچا جہاں خوبصورت نو جوان لڑکیاں جھولا جھول رہی تھیں۔ ان میں ایک جگت پرکاش کی حسین اور جوان بیٹی رانی کیتکی بھی موجود تھی۔ اس پر اودے بھان کی نظر پڑی۔ اودے بھان بھی خوبصورت نوجوان تھا دونوں کی نظریں ملیں اور ایک دوسرے کے عشق میں گرفتار ہو گئے۔ رانی کیتکی اپنی سہیلی مدن بان سے اودے بھان کی محبت کا ذکر کرتی ہے۔ پھر اسی کے ہی مشورے سے دونوں ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں۔ اپنا اپنا تعارف کرواتے ہیں اور عشق کی نشانی کے طور پر ایک دوسرے کی انگوٹھیاں بدل لیتے ہیں۔ پھر اپنے اپنے دیس لوٹ جاتے ہیں۔

کنور اودے بھان اور رانی کیتکی پر ہجر کی گھڑیاں مشکل سے کٹتی ہیں۔ ایک دوسرے کی یاد میں بے چین' بے قرار اور ہوش گم کیے رہتے ہیں۔ کنور اودے بھان کی حالت ملاحظہ فرمایئے۔

> ''کنور جی کا انوپ روپ کیا کہوں' کچھ کہنے میں نہیں آتا' نہ کھانا' نہ پینا نہ لگ چلنا' نہ کسی سے کچھ کہنا نہ سننا' جس دھیان میں تھے' اُسی میں گوتھے رہنا اور گھڑی گھڑی کچھ سوچ سوچ کر سر دھننا۔''

کنور اودے بھان کے ماں باپ اس کی حالت دیکھ کر دریافت کرتے ہیں۔ تب وہ اپنی داستان عشق سناتا ہے۔ ماں باپ ایک برہمن کے ذریعے جگت پرکاش کے پاس شادی کا پیغام بھیجتے ہیں۔ وہ اپنی ذلت محسوس کر کے شادی کے اس رشتے کو ناپسند کرتا ہے۔ اور برہمن کو قید کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے سوج بھان اور جگت پرکاش میں جنگ چھڑ جاتی ہے۔ دوران جنگ کنور اودے بھان' رانی کیتکی سے چپکے سے بھاگ چلنے پر اصرار کرتا ہے۔ مگر رانی کیتکی کی غیرت گوارا نہیں کرتی۔ جگت پرکاش اپنے گرو مہندر گر کی مدد سے کنور اودے بھان اور اس کے ماں باپ کو ہرن ہرنی بنا دیتا ہے۔ اور ساری فوج ایک آگ کے بگولے سے تباہ کر دی جاتی ہے۔ رانی کیتکی پریشان اور فکرمند رہتی ہے۔ مدن بان کے سمجھانے سے کچھ تسلی پاتی ہے۔ پھر بڑی ہوشیاری سے کھیلنے کے بہانے ماں سے مہندر گر کا دیا ہوا بھبھوت مانگ لیتی ہے۔ بھبھوت کو آنکھوں میں لگا کر اودے بھان کی تلاش میں جنگل کی راہ لیتی ہے۔ کیتکی کے غائب ہو جانے سے ماں باپ پریشان ہو جاتے ہیں اور پھر مدن بان کو بھی بھبھوت دے کر کیتکی کی تلاش کے لیے روانہ کر دیا جاتا ہے۔ آخر کار بڑی تلاش کے بعد کیتکی کا پتہ لگا کر گھر واپس لایا جاتا ہے۔ پھر رونگٹا جلا کر مہندر گر کو بلا کر سارا قصہ سنایا گیا۔ اس کے بعد کنور اودے بھان اور اس کے ماں باپ کو ہرن ہرنی سے آدمی زاد بنایا گیا۔ اس کے بعد کنور اودے بھان اور رانی کیتکی کی بڑی دھوم دھام سے شادی کر دی گئی۔

قصہ بالکل روایتی انداز کا ہے۔ پلاٹ میں بھی کوئی الجھاؤ نہیں ہے۔ کہانی میں وہ سبھی داستانوی عناصر پائے جاتے ہیں جو دوسری داستانوں میں ہیں۔ محبوب کی تلاش میں جنگل کی سیر یہاں بھی ہے۔ داستانوں میں شہزادے کا دوست یا شہزادی کی سہیلی زیادہ فعال ہوتے ہیں۔ اس کہانی میں بھی مدن بان جیسی غم گسار سہیلی موجود ہے جو رانی کیتکی کو ڈھونڈنے کے لیے بے خوف و خطر جنگل کی راہ لیتی ہے۔ پلاٹ میں کئی موڑ یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔ جادوگر مہندر گر اودے بھان اور اس کے ماں باپ کو ہرن ہرنی بنا کر قصے کو ایک نیا موڑ دیتا ہے۔ بحیثیت مجموعی پلاٹ سادہ ہے اور قصہ فطری انداز میں آگے بڑھتا ہے۔

5.4.3 مافوق الفطرت عناصر

داستان کا آغاز رمزیہ انداز میں حمد' نعت اور منقبت سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد مختلف عنوانات کے ذریعے کہانی کو پیش کیا گیا ہے۔ قصے کو طول دینے کے لیے فوق الفطرت عناصر سے کام لیا گیا ہے۔ ایک جوگی مہندر گر جو آدمی کو ہرن بنا دیتا ہے۔ اس کے پاس ایک ایسا بھبھوت ہے جسے آنکھوں میں لگانے والے دوسروں کی نظر میں نہیں آتے۔ وہ اڑنے کی فوق الفطرت طاقت رکھتا ہے۔ کبھی بھی رونگٹا جلا کر مہندر گر کو بلایا جا سکتا ہے۔ یہ عناصر قصے کو دلچسپ بھی بنا دیتے ہیں۔

5.4.4 لسانی خوبی

انشا نے یہ داستان محض زباندانی کا مظاہرہ کرنے کے لیے لکھی تھی۔ وہ ایک ایسی زبان میں یہ کہانی لکھنا چاہتے تھے جس میں عربی و فارسی کا کوئی

لفظ نہ آئے اور سنسکرت الاصل الفاظ سے بھی پرہیز کیا جائے۔ خالصتاً دیسی زبان کے الفاظ استعمال کرنے کی شرط نے انہیں ایسے قصے کے انتخاب پر مجبور کیا جس کا تعلق ہندو معاشرے سے ہو اور جس کے کردار ہندو ہوں۔ اس طرح فارسی الاصل الفاظ سے بچنے کی ایک مضبوط بنیاد انہیں مل گئی۔ کرداروں کے سماجی و ثقافتی پس منظر کو سامنے رکھ کر انہوں نے ایسی زبان کا استعمال کیا جس میں زبان ہندوی کے علاوہ اور زبانوں کے الفاظ نہ آئیں۔ اس طرح یہ داستان زبان و بیان کے نقطۂ نظر سے فطری نقوش پر آگے بڑھتی ہے۔ کردار وہی زبان بولتے ہیں جو انہیں فطری طور پر بولنی چاہیے۔ مصنف نے اس امر کا پورا التزام رکھا ہے کہ عربی و فارسی الاصل الفاظ استعمال نہ ہونے کی وجہ سے انداز بیان کی لطافت مجروح نہ ہو اور قصہ گوئی کا انداز ایسا ہو کہ قاری کی دلچسپی کہانی میں باقی رہے۔ ایک مثال ملاحظہ ہو۔

> ''کنور جی کا انوپ روپ کیا کہوں کچھ کہنے میں نہیں آتا۔ نہ کھانا نہ پینا نہ لگ چلنا۔ کسی سے کچھ کہنا نہ سننا۔ جس دھیان میں تھے اسی میں گوتھے رہنا اور گھڑی گھڑی کچھ سوچ سوچ کر سر دھننا''

مندرجہ بالا اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انشا قصہ گوئی کے فن سے واقف تھے۔ قدیم داستانوی اسلوب اظہار اس داستان میں بھی پایا جاتا ہے اور اس کا نباہ عربی و فارسی الفاظ کی غیر موجودگی میں بظاہر ایک مشکل امر لگتا ہے لیکن انشا اس راہ سے بھی بحسن و خوبی گزرتے ہیں۔ گیان چند جین اپنی تصنیف ''اردو کی نثری داستانیں'' میں رقم طراز ہیں۔

> ''اس کہانی میں ہندی کی سادگی اور انشا کی فطری شوخی کا بڑا کامیاب میل ہے۔ یہ عام طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ انہوں نے ہندی الفاظ کو بڑے حسن اور سلیقے سے استعمال کیا ہے۔ بول چال کے سہل اور سادہ الفاظ میں اس قدر معنویت اور صداقت پیدا کر دیتے ہیں جو طول و طویل بیانات پر بھاری ہیں۔''
>
> (اردو کی نثری داستانیں، ص 437)

اس داستان میں انشا کی جدت طرازی قدم قدم پر نظر آتی ہے۔ مفہوم کے اظہار کے لیے زیادہ سے زیادہ اشعار، تشبیہات، ضرب الامثال اور محاورات سے کام لیا گیا ہے۔ ٹھیٹ ہندی کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ لیکن عبارت کی سادگی اور روانی میں فرق محسوس نہیں ہوتا۔ جیسے ڈول، بھیڑ بھڑکا، نئی نویلی، بھبھوت، سگھڑا، بکھیڑا، نگوڑا، مانجھے، کندن وغیرہ۔ بعض جگہ انشا نے عربی و فارسی الفاظ کو ہندی الفاظ کا جامہ پہنایا ہے جیسے شعر۔ دوہا

قالب خاکی۔ مٹی کا برتن

زار و قطار رونا۔ ساون بھادوں کے روپ میں رونا

عبارت میں الفاظ کی برجستگی، موزونیت، معنی خیزی اور رنگین بیانی سے دلکشی پیدا ہو گئی ہے۔ آغاز داستان ملاحظہ فرمائیے۔

> ''کسی دیس میں کسی راجا کے گھر ایک بیٹا تھا۔ اُسے اس کے ماں باپ اور سب گھر کے لوگ کنور اودے بھان کر کے پکارتے تھے۔ سچ مچ اس کے جوبن کی جوت میں سورج کی ایک سوت آ ملی تھی۔''

5.4.5 جذبات نگاری

کہانی کی بنیاد جذبۂ حسن و عشق پر ہے۔ انشا نے عشقیہ جذبات اور کیفیات کی سچی تصویر کشی کی ہے۔ اس میں نازک سے نازک احساس کو بڑی عمدگی سے پیش کیا ہے۔ رانی کیتکی، کنور اودے بھان کے عشق میں مبتلا ہے۔ یہاں نسوانی شرم و حیا کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ لیکن اظہار عشق ہو ہی جاتا ہے۔ رانی کیتکی اپنی سہیلی مدن بان سے کہتی ہے :

> ''اری او۔ تو نے کچھ سنا بھی! میرا جی اس پر آ گیا اور کسی ڈول سے نہیں تھم سکتا، تو سب میرے بھیدوں کو جانتی ہے۔ اب جو ہونی ہے سو ہو، سر رہتا رہے یا جاتا جائے۔ میں اس کے پاس جاتی ہوں، تو میرے ساتھ چل، پر تیرے پاؤں پڑتی ہوں، کوئی سننے نہ پاوے۔ اری یہ میرا جوڑا میرے اور اس کے بنانے والے نے ملا دیا۔''

5.4.6 مکالمہ نگاری

مکالمہ نگاری کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ کرداروں کے مزاج، ان کی فطرت اور تہذیبی نیز ثقافتی پس منظر کے مطابق ہوں۔ ''رانی کیتکی کی کہانی'' کے مکالمے بول چال کی سیدھی سادی بامحاورہ زبان میں ہیں اور کرداروں کی فطرت نیز ان کے تہذیبی پس منظر کے مطابق ہیں۔ انشا نے اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ جذبات کا اظہار مکالموں کے ذریعے مکمل طور سے ہو سکے۔ جب اودے بھان سے رانی کیتکی کی پہلی ملاقات ہوتی ہے تو وہ پوچھتی ہے۔

''اب تم اپنی کہانی کہو کہ تم کس دیس کے کون ہو''۔

اس جملے میں ایک اجنبی کے متعلق کچھ جاننے کا تجسس اور نسوانی فطرت میں شامل شرم و حیا اور جھجک جیسے باہم ملے جلے جذبات کی عکاسی انتہائی فطری طور پر ہوئی ہے۔

ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

''رانی کیتکی کہنے لگی: آنکھ مچول کھیلنے کے لیے چاہتی ہوں۔ جب اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلوں اور چور بنوں تو کوئی مجھ کو پکڑ نہ سکے۔''

5.4.7 کردار نگاری

کردار نگاری کے لحاظ سے بھی یہ داستان قابل قدر ہے۔ صرف چند کرداروں جیسے ہیرو کنور اودے بھان، ہیروئن رانی کیتکی اور دونوں کے ماں باپ، سہیلی مدن بان اور گرو مہندر گر کے گرد ساری کہانی گھومتی ہے۔

کنور اودے بھان : کہانی کا ہیرو کنور اودے بھان نوجوان، حسین، سادہ لوح اور رانی کیتکی کا عاشق ہے۔ ہجر کے لحات گراں گذرتے ہیں۔ مگر محبوبہ کو پانے کی کوششیں نہیں کرتا۔ ماں باپ اس کی حالت زار دیکھ کر ہی جگت پرکاش کے پاس شادی کا پیغام بھیجتے ہیں۔ البتہ دوران جنگ وہ کیتکی سے اپنے ساتھ چلنے پر اصرار کرتا ہے۔ کیتکی کے انکار کرنے پر خاموش ہو جاتا ہے۔ ایک ایسا عاشق جو ہر تکلیف کو خاموشی سے برداشت کر لیتا ہے۔ وہ آدمی سے ہرن اور ہرن سے آدمی بنایا گیا۔ تب اپنی محبوبہ کو پایا۔

رانی کیتکی : رانی کیتکی حسین، جوان، وفا شعار، باہمت، غیر مند راجکماری ہے۔ سچی محبت کی قائل ہے۔ خاندان کی عزت و آبرو کا خیال بھی رکھتی ہے۔ اس لیے کنور اودے بھان کے اصرار پر بھاگ نکلنے کے مشورہ کو ٹال دیتی ہے۔ اودے بھان کے ہرن بنائے جانے پر بے چین اور بے قرار ہو کر بھبھوت کی مدد سے اس کی تلاش میں نکل پڑتی ہے۔ اس کا پتہ لگا کر ہی چین لیتی ہے۔ اس کے ماں باپ کیتکی ہی کی وجہ سے کنور اودے بھان اور اس کے ماں باپ کو جادوگر مہندر گر کی مدد سے پھر سے آدمی بنا دیتے ہیں۔ اور پھر کنور اودے بھان اور کیتکی کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہو جاتی ہے۔

مدن بان : رانی کیتکی کی ہمراز سہیلی ہے۔ جو اس داستان کا باعمل، باہمت اور جاندار کردار ہے۔ اسی کی عقل و فہم، محبت و ایثار، شوخی و شرارت سے کہانی میں جان پیدا ہوتی ہے۔ اسی کے مشورے سے کیتکی اور اودے بھان ایک دوسرے کو محبت کی نشانی دیتے ہیں۔ اور جب کیتکی، کنور اودے بھان کی تلاش کے لیے نکلنا چاہتی ہے تو اسے سمجھاتی ہے اور پھر بعد میں خود بھی بھبھوت ہی کے ذریعے کیتکی کا پتہ لگاتی ہے۔ کیتکی کے ماں باپ بھی ہمیشہ اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

یہ داستان مختصر ہونے کے باوجود بھی دلچسپ ہے۔ اس میں انشا کی شخصیت کی رنگینی، شوخی، شعریت، علمیت اور ذہانت کی جھلکیاں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ غرض یہ داستان اردو ادب میں لسانی اعتبار سے اہمیت کی حامل ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

کنور اودے بھان کے باپ کا نام کیا ہے؟

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE MANUU IMC LIBRARY Hyderabad-32.

2. رانی کیتکی کی ہمراز کون ہے؟
3. جگت پرکاش کے گرو کا کیا نام ہے؟
4. کس کے جوبن کی جوت میں سورج کی ایک سوت آ ملی تھی؟
5. جادوگر کی دی ہوئی بھبھوت کی کیا خاصیت ہے؟

5.5 نمونۂ اقتباسات برائے تشریح

(الف) ''کنور اودے بھان اپنے گھوڑے کی پیٹھ لگ کر' اپنے لوگوں سے مل کر اپنے گھر پہنچے۔ کنور جی کا انوپ روپ کیا کہوں۔ کچھ کہنے میں نہیں آتا' نہ کھانا نہ پینا' نہ لگ' چلنا' نہ کسی سے کچھ کہنا نہ سننا۔ جس دھیان میں تھے' اوسی میں گوتھے رہنا اور گھڑی گھڑی کچھ کچھ سوچ سوچ سر دھننا۔

ہوتے ہوتے اس بات کا لوگوں میں چرچا پھیل گیا۔ کسی کسی نے مہاراج اور مہارانی سے بھی کہا۔ کچھ دال میں کالا ہے۔ وہ کنور اودے بھان جس سے تمہارے گھر کا اجالا ہے' ان دنوں کچھ اوس کے برے تیور اور بے ڈول آنکھیں دکھائی دیتی ہیں۔ گھر سے باہر تو پاؤں نہیں دھرتا۔ گھر والیاں جو کسی ڈول سے کبھی بہلاتی ہیں تو اور کچھ نہیں کرتا' ایک اونچی سانس لیتا ہے اور جو بہت کسی نے چھیڑا تو چھپر کھٹ پر جا کے اپنا مونہ لپیٹ کے آٹھ آٹھ آنسو پڑا روتا ہے۔ یہ سنتے ہی ماں باپ دونوں کنور کے پاس دوڑے آئے۔''

(ب) ایک مالن جس کو پھول کلی کر سب پکارتے تھے' اوتے اوس کنور کی چٹھی کسی پھول پنکھڑی میں لپیٹ سپیٹ کے رانی کیتکی تک پہونچا دی۔ رانی نے اوس چٹھی سے آنکھیں اپنی ملیں اور مالن کو ایک تھال بھر کے موتی دیے اور اوس چٹھی کی پیٹھ پر اپنے مونہ کی پیک سے یہ لکھا: ''اے میرے جی کے گاہک' جو تو مجھے بوٹی بوٹی کر چیل کوؤں کو دے ڈالے تو بھی میری آنکھوں چین کلیجے سکھ ہو پر یہ بات بھاگ چلنے کی اچھی نہیں' اس میں ایک باپ دادے کو چٹ لگ جاتی ہے۔ اور جب تک ماں باپ جیسا کچھ ہوتا چلا آیا ہے' اوسی ڈول سے بیٹا بیٹی کو کسی پر پٹک نہ ماریں' اور سر سے کسی کے چیپک نہ دیں تب تک یہ ایک جی تو کیا جو کروڑ جی جاتے رہیں' کوئی بات ہمیں تو رچتی نہیں''۔

(ج) مہاراج جگت پرکاس نے اپنے سارے دیس میں' کہا' یہ پکار دیں'' جو یہ نہ کرے گا اوس کی بری گت ہوگی۔ گانو گانو میں آمنے سامنے ترپولیے بنا بنا کے سوہے کپڑے اون پر لگا دو' اور گوٹ دھنک کی اور گوگھرو روپہلی سنہری اور کرنیں اور ڈانگ ٹانگ رکھو اور جتنے بڑھ' پیپل کے پرانے پرانے پیڑ جہاں جہاں ھوں اون پر گوٹے کے پھولوں کے سہرے بڑے بڑے ایسے جس میں سر سے لگا جڑ تک اون کی تھلک اور جھلک پہونچے باندھ دو'' چوتکہ پودھوں نے رنگا کے سوھے جوڑے پہنے' سب پانو میں ڈالیوں نے توڑے پہنے' بوٹی بوٹی پھول پھل کے گہنے' جو بہت نہ تھے تو تھوڑے پہنے۔ جتنے ڈھڈ ھے اور ہریاول میں لہلہے پات تھے' سب نے اپنے اپنے ہاتھ میں چھچی مہندی کی رچاوٹ سجاوٹ کے ساتھ جتنی ساوٹ میں سما سکی' کر اور جہاں تلک نول بیاہی دلہنیں ننھی ننھی پھلیوں کی اور سہاگنیں نئی نئی کلیوں کی جوڑے پنکھڑیوں کے پہنے ہوئی تھیں' سب نے اپنی اپنی گود سہاگ پیار کے پھول اور پھلوں سے بھر لی اور تین برس کا پیسا' جو لوگ دیا کرتے تھے اوس راجا کے راج بھر میں جس جس ڈھب سے ہوا' کھیتی باڑی کر کے' ہل جوت کے اور کپڑا لتا بیچ کھونچ کے سو سب اون کو چھوڑ دیا جو اپنے گھروں میں بناؤ کے ٹھاٹھ کریں اور جتنے راج بھر میں کنویں تھے کھنڈ سالوں کی کھنڈ سالیں (لے جا) اون میں اونڈیلی گئیں اور

سارے بنوں میں اور پہاڑ تلیوں میں لالٹینوں کی جھم جھماہٹ راتوں کو دکھائی دینے لگی۔ اور جتنی جھیلیں تھیں اون سب میں کسنبھ اور ٹیسو اور ہار سنگار پڑ گیا اور کیسر بھی تھوڑی تھوڑی گھولنے میں آ گئی' اور پھننگ سے لگا جڑ تلک جتنے جھاڑ جھنکاڑوں میں پتے اور پتوں کے بندھے چھتے تھے' اون پر روپہلے سنہرے ڈانک گوندلگا لگا کے چپکا دیے اور سبھوں کو کہہ دیا گیا جو سوہی پگڑی اور سوہے باگے بن کوئی کسی ڈول کا کسی روپ سے نہ پھرے چلے اور جتنے گویئے نچویئے بھانڈ بھگتیے رس دھاری اور سنگیت پر ملونا ناچتے ہوئے ہوں سب کو کہہ دیا' جن جن گانوں میں جہاں جہاں ہوں اپنے اپنے ٹھکانوں سے نکل کر اچھے اچھے بچھونے بچھا بچھا کر گاتے بجاتے' دھومیں مچاتے' ناچتے کودتے رہا کریں۔

اپنی معلومات کی جانچ

1. ''اے میرے جی کے گاہک'' سے کون مراد ہے؟
2. اقتباس (ج) کی عبارت کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔
3. درج ذیل الفاظ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

1- لگ چلنا 2- گوتھے رہنا۔

5.6 خلاصہ

انشا اللہ خان کی تصنیف کردہ ''رانی کیتکی کی کہانی'' کا شمار داستانوی ادب کے شہ پاروں میں کیا جاتا ہے۔ اس داستان کی سب سے اہم خوبی اس کی زبان ہے۔ انشا ایک ایسی زبان میں داستان لکھنا چاہتے تھے جس میں عربی الاصل اور فارسی الاصل الفاظ نہ ہوں۔ وہ بڑی حد تک اپنی اس کاوش میں کامیاب ہوئے ہیں۔ جہاں تک کہانی کا تعلق ہے۔ اس کے اجزا مختلف داستانوں میں بکھرے مل جائیں گے۔ مافوق الفطرت واقعات اس داستان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ مہندر گر جادوگر کا اودے بھان کے ماں باپ کو ہرن اور ہرنی بنا دینا جیسے واقعات روایتی داستانوی موضوعات کی یاد دلاتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی رانی کیتکی کی کہانی اردو کے داستانوی ادب میں ایک کامیاب لسانی تجربے کی حیثیت رکھتی ہے۔

5.7 نمونۂ امتحانی سوالات

درج ذیل سوالوں کے جوابات پندرہ پندرہ سطروں میں دیجیے۔

1. نمونۂ اقتباسات میں سے کسی ایک اقتباس کی تشریح اس کے فنی محاسن کو واضح کرتے ہوئے لکھیے۔
2. انشا اللہ خاں کی ادبی خدمات کا جائزہ لیجیے۔
3. رانی کیتکی کی کہانی کی کردار نگاری پر روشنی ڈالیے۔
4. زبان و بیان کے نقطۂ نظر سے رانی کیتکی کی کہانی کا جائزہ لیجیے۔

درج ذیل سوالوں کے جوابات تیس تیس سطروں میں دیجیے۔

1. انشا کے حالات زندگی تحریر کیجیے۔
2. رانی کیتکی کی کہانی کا تنقیدی جائزہ لیجیے۔
3. دیے گئے اقتباسات میں سے کسی ایک کی تشریح کیجیے۔

5.8 فرہنگ

لفظ		معنی	لفظ		معنی
جدت	=	نیاپن	ہجر	=	جدائی
بھبھوت	=	راکھ جو جوگی اور سنیاسی اپنے بدن پر ملتے ہیں	تمثیل	=	مثال، مشابہت
ماخوذ	=	اخذ کیا گیا	لسان	=	زبان، بولی
متقی	=	پرہیزگار	گوہر	=	موتی
روزنامچہ	=	ڈائری، ہر روز کے حالات و واقعات	تعاقب	=	پیچھا کرنا
اوہام	=	وہم کی جمع، ذہنی تصور	رونگٹا	=	رُواں، بال
جوبن	=	جوانی، حسن	سوت	=	کرن
کوک	=	سریلی آواز (کوئل کی آواز جیسی)	ما	=	ماں
انوپ روپ	=	بے مثال شکل	لگ چلنا	=	ساتھ ہونا، ہمراہ چلنا
گوتھے رہنا	=	پروئے رہنا، اصطلاحی معنی مصروف رہنا، لگے رہنا	بے ڈول	=	بے طریقہ
ڈانگ	=	اونچی پہاڑی، لاٹھی، ڈنڈا	چوتکہ	=	چارتہوں کا
کھنڈسال	=	شکر، چینی	کیسر	=	زعفران
چپک	=	سرمنڈھنا، حوالے کرنا			
کسنبھ	=	کڑ کا پھول جس سے شہاب نکلتا اور سرخ کپڑے رنگے جاتے ہیں			

5.9 سفارش کردہ کتب

1. ڈاکٹر عابد پیشاوری — انشاء اللہ خاں انشا
2. عبدالعلی — حیات انشا
3. اسلم پرویز — انشاء اللہ خاں عہد اور فن
4. پروفیسر گیان چند جین — اردو کی نثری داستانیں
5. عبدالستار دلوی (مرتب) — رانی کیتکی کی کہانی
6. سلیمان حسین (مرتب) — رانی کیتکی کی کہانی

....

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY
Accn No. MA-062
Date 03-08-2015
HYDERABAD

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad